کریمؐ فرماتے ہیں:

ثلث من کن فیه فهو منافق وان صام وصلی وحج واعتمر وقال انی مسلم اذاحدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان۔(ابویعلی)

جس انسان میں تین اوصاف ہوں وہ منافق ہے اگرچہ وہ روزہ بھی رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو حج کرتا ہو، عمرہ کرتا ہو، اور دعویٰ کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے (وہ ہرگز ایسا نہیں ہے) اگر وہ جھوٹی بات کرتا ہو وعدہ خلافی کرتا ہو اور امانت میں خیانت کرتا ہو۔

اگر ان تینوں اوصاف کو دیکھا جائے تو ان کی بنیاد صرف اور صرف جھوٹ ہے۔ گفتگو میں جھوٹ، وعدہ کرنے میں جھوٹ، امانت کے بارہ میں جھوٹ کہ وہ میرے پاس نہیں ہے یا گم ہوگئی ہے۔ یا ضائع ہوگئی ہے۔

جھوٹ ایک ایسا وصف ہے۔ جو انسان کو تباہی اور ہلاکت کی جانب لے جانے والا ہے۔

رسول رحمت ﷺ نے فرمایا

علیکم بالصدق فان الصدق یهدی الی البر والبر یهدی الی الجنة وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عندالله صدیقا۔

وایاکم والکذب فان الکذب یهدی الی الفجور والفجور یهدی الی النار وما یزال العبد یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عندالله کذابا۔(متفق علیہ)

اے لوگو ہر حال میں سچ کو اختیار کرو اسلئے کہ سچائی نیکی کے راستے پر لے جاتی ہے اور نیکی انسان کو جنت میں لے جائے گی انسان اگر ہمیشہ سچ بولے اور سچ کا متلاشی رہے تو رب ذوالجلال کے ہاں اسے صدیق کا اعزاز دیا جاتا ہے۔

> ہمارا ایک معاشرتی جھوٹ ہے کہ ہم ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ جو کبھی باہمی نفرت کا سبب بنتی ہے کبھی قتل و غارت اور بدامنی پھیلانے کا ذریعہ بنتی ہے

اور لوگو جھوٹ سے اجتناب کرو جھوٹ انسان کو برائی کے راستہ پر جاتا ہے اور برائی کا راستہ جہنم میں لے جاتا ہے جو شخص جھوٹ بولے اور جھوٹ ہی کو اختیار کرے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب شمار کیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول کریمؐ فرماتے ہیں تحروا الصدق وان رائیتم ان الهلکة فیه فان فیه النجاة۔(ابن ابی دنیا)

اے لوگو سچ کے متلاشی بن جاؤ اگرچہ تمہیں سچ بولنے کی صورت میں ہلاکت نظر آ رہی ہو تب بھی سچ بولو۔ نجات صرف اور صرف سچائی میں ہے۔ اگرچہ تمہیں جھوٹ بولنے میں نجات کا راستہ نظر آ رہا ہو تب بھی جھوٹ سے اجتناب کرو کیونکہ یہ ایک جھوٹ تمہیں کئی جھوٹ بولنے پر مجبور کرے گا۔ سچ بولو۔ رب ذوالجلال تمہاری نجات کے راستے کھول دیں گے۔

حضرت کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریمؐ نے تمام مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ میری تیاری تو مکمل ہے۔ یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا دن آ پہنچا مگر میں رخت سفر نہ باندھ سکا۔ لشکر روانہ ہوگیا میں نے دل میں کہا کہ میرے پاس تیز رفتار سواری ہے میں ایک دن تاخیر سے بھی روانہ ہوں تو لشکر سے جا ملوں گا لیکن میں روزانہ ارادہ کرتا اور اسے توڑتا رہا۔ میرا دل مجھے ملامت کرتا کہ کعب تو نے اچھا نہیں کیا۔ دیکھو مدینہ میں کون سے لوگ پیچھے رہے ہیں عورتیں اور بچے ہیں بوڑھے یا معذور ہیں یا پھر منافق ہیں جن کا ایمان مشکوک ہے۔ اے کعب تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے میں اسی کشمکش میں تھا کہ لشکر اسلام تبوک سے واپس آ جاتا ہے۔ منافق قسم کے لوگ جھوٹ عذر اور حلف پیش کرنے لگے میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ ناراضگی کے انداز میں مسکرائے اور فرمایا کہ کعب تم جہاد سے پیچھے کیوں رہے میں نے عرض کی کے اے اللہ کے رسول اگر میں جھوٹ بولوں تو شاید فی الوقت آپؐ کی ناراضگی سے بچ جاؤں اور اگر سچ بولوں تو آپؐ غصے کا اظہار فرمائیں گے مگر مجھے یقین ہے کہ سچ کی صورت میں اللہ تعالیٰ میری نجات اور نیک انجام کی راہ ہموار کریں گے۔ تو اے اللہ کے رسول مجھ سے سستی ہوئی میرے پاس جہاد میں شرکت نہ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے تو آپؐ نے فرمایا جاؤ تمہارا فیصلہ اب رب ذو الجلال فرمائیں گے۔ آپ نے اعلان فرمادیا کہ کوئی مسلمان کعب سے بات چیت نہ کرے۔ لوگوں نے میرے سلام کا جواب دینا بھی ترک کردیا میں اپنے عزیز ترین دوستوں کے پاس گیا رشتہ داروں کے پاس گیا مگر کسی نے میرے ساتھ بات کرنا گوارہ نہ کیا۔ میں نے یہ بھی کہا کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ کیا میں اللہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ کیا میں اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا؟ آخر تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے سب نے یہی کہا کہ تم جو کچھ بھی ہو تمہارے بارے میں اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ جب تک

اللہ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر دیتا ہمارے رسول کی ہدایت ہے کہ کعب سے بات نہیں کرنی ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ یہ سن کر بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ اسی اثناء میں شاہ غسان کا ایک قاصد خط لے کر میرے پاس آتا ہے۔ میں خط پڑھتا ہوں شاہ غسان لکھتا ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ نے تمہیں ضائع ہونے کیلئے نہیں پیدا کیا۔ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہیں تمہارے لائق اعزا و منصب عطا کریں گے۔ میں یہ پڑھتے ہی کانپ اٹھتا ہوں کہ اتنی بڑی ازمائش پہلے مجھ پر میری دنیا تنگ ہوئی اب مجھ سے میرا دین بھی چھیننے کی کوشش ہو رہی ہے۔ میں فوراً خط کو آگ میں جلا دیتا ہوں۔ سچ بولنے پر مصائب پر مصائب آ رہے ہیں مگر اپنی سچائی پر شرمسار نہیں چالیس دن گذر جاتے ہیں نبی کریمؐ کا قاصد ایک پیغام لے کر آتا ہے کہ کعب اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو۔

گھر میں یہی ایک بیوی تھی اب اس سے بھی ترک تعلق کا حکم مل جاتا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہوگئی اس زمین پر رہنا اور سانس لینا میرے لئے دوبھر ہوگیا۔ کوئی ساتھی نہیں کوئی غمخوار نہیں۔ وہ ہستی بھی جو ساری کائنات سے زیادہ عزیز ومحبوب ہے وہ رحمت کائنات بھی مجھ سے بات کرنا پسند نہیں فرماتے۔

پچاس دن گزر جاتے ہیں تو رب ذو الجلال قرآن حکیم میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرماتے ہیں اور ہم اس آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ مسلمان بھاگ بھاگ کر ہمیں مبارکباد دیتے آتے ہیں۔

اس لئے سچ بولو اگرچہ اس صورت میں تمہیں ہلاکت نظر آ رہی ہو تحروا الصدق وان رائیتم ان الھلکة فیه .فان فیه النجاة۔

آیئے اب ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھتے ہیں کہ ہمارا شمار کن لوگوں میں ہے۔ زبان رسالت کہتی ہے کہ مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا اور کافر بھی گوارا نہیں کرتا کہ اسے جھوٹے کا لقب دیا جائے۔

اپنا اپنا جائزہ لیجیئے کہ ہم کن مواقع پر سچ کا دامن چھوڑ کر جھوٹ کا دامن پکڑ لیتے ہیں اور جھوٹ کس حد تک ہماری زندگی میں سرایت کر چکا ہے۔ اس کائنات میں سب سے بڑا جھوٹ کیا ہے؟

رب ذوالجلال فرماتے ہیں:

فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا ليضل الناس بغير علم۔ (انعام۔۱۴۴)

اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو جھوٹی بات اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا دے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار

جس شخص نے کوئی جھوٹی بات بنا کر میری جانب منسوب کی کہ یہ فرمان رسول ہے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرنا چاہیئے ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جو منبر رسول پر کھڑا ہو کر وارث انبیاء کہلوا کر لاعلم عوام کو دین کے نام پر وہ باتیں بتاتا ہے جو نہ فرمان الہی ہے نہ فرمان رسول۔ جب کہ دین نام ہے۔ اطاعت الہی اور اطاعت رسول کا۔ اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو حق نہیں ہے کہ کسی بھی عمل کو دین یا عبادت کا نام دے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کذاب بھی ہے اور سب سے بڑا ظالم بھی۔

ایک جھوٹ جو ہمارے معاشرہ کا جزو لاینفک بن چکا ہے۔ وہ تجارت کا جھوٹ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ بغیر جھوٹ کے تجارت ہو ہی نہیں سکتی۔ جب کہ ھادی برحق ﷺ کا ارشاد ہے: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا بينا بورك لهما في بيعهما وان كتما وكذبا محقت بركة بيعهما۔ (متفق علیہ)

بائع اور مشتری کو بیع ختم کرنے کا حق رہتا ہے جب تک وہ الگ الگ نہ ہو۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور یہ بات کو واضح کر دیں تو ان کی بیع بابرکت ہوگی اور اگر وہ دونوں کذب بیانی سے کام لیں اور عیوب کو چھپانا چاہیں تو ان کی بیع برکت سے خالی ہو جائے گی۔

اسی طرح آپ کا فرمان ہے:

التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء. (ترمذی)

سچ بولنے والا امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے:

التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيامة (اصبہانی)

سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش الہی کے سایہ میں ہوگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جھوٹ سے منافع زیادہ ہوگا۔ سچ بولنے سے نفع کم ہوگا یہ شیطان کا دھوکہ اور فریب ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے رسول کریم ﷺ کی بات پر یقین رکھنا ہمارے ایمان کا جزو ہے برکت اور منافع صرف سچ میں ہے جھوٹ میں ہرگز نہیں۔ جہاں اس سے صدق مقال مطلوب ہے وہاں اس سے صدق نیت بھی مطلوب ہے۔ اگر نیت میں صدق نہیں ہے تو تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں گے مشہور حدیث ہے قیامت کے دن تین قسم کے آدمی سب سے پہلے حساب کیلئے پیش کئے جائیں گے۔

عالم دین سے پوچھا جائے گا کہ تو نے

دنیا میں کیا کام کیا وہ کہے گا کہ میں نے تیرے دین کا علم سیکھا تیرے دین کی تبلیغ کی۔ رب ذوالجلال فرمائیں گے کہ کذبت۔ تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔ ایک مالدار سے یہی سوال ہوگا وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیرے راستے میں تیرا مال خرچ کیا رب ذوالجلال فرمائیں گے۔ کذبت۔ جان کی قربانی دینے والے شہید سے بھی یہی سوال ہوگا وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیری خاطر اپنی جان بھی قربان کردی۔ رب ذوالجلال فرمائیں گے کذبت۔ حالانکہ ان تینوں نے یہ کام کئے تھے مگر صدق نیت نہ تھی۔ اس لئے اللہ فرماتے ہیں کہ کذبت۔ تونے میرے لئے یہ کام نہیں کئے۔ اس طرح جہاں ایک مسلمان سے صدق مقال مطلوب ہے وہاں صدق نیت بھی مطلوب ہے۔ اور صدق اعمال بھی نماز میں تو اللہ سے یہ کہا جارہا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ لیکن بعد میں پیشانی کسی اور آستانے پر جھکادی جائے کیا یہ صدق ہے۔ یہاں اعتراف کرتے ہو کہ اے اللہ تو ہی مشکل کشا ہے تو ہی حاجت روا ہے مگر بعد میں اپنی مشکلات اور حاجات غیروں کے سامنے پیش کرو۔ یہ اقرار کرو کہ اولاد دینے والا تو ہی ہے لیکن پھر حصول اولاد کیلئے قبروں اور مزاروں کے طواف کرو۔ کیا یہ سچائی ہے؟ نہیں۔ جو بات کرتے ہو اسے سمجھو اور اس کے تقاضے پورے کرو۔ اگر تمہاری بات میں سچائی ہوگی تمہاری نیت میں سچائی ہوگی تمہارا عزم صادق ہوگا تو پھر تمہیں بغیر محنت کے بھی ثواب مل سکتا ہے۔ تمہارا عزم صادق ہے

مومن میں ہر وصف ہو سکتا ہے لیکن خیانت اور جھوٹ ہرگز نہیں ہو سکتا اسی طرح کافر بھی خود کو جھوٹا کہلوانا پسند نہیں کرتا اور جھوٹ بولنے سے حیاء کرتا ہے۔

تمہاری نیت ہے کہ اگر اللہ مجھے دولت دے تو میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا۔ اب نہ دولت ملی نہ خرچ کی مگر عزم صادق تھا تو بغیر عمل کے وہ اجر وثواب حاصل ہوجائے گا۔

اس لئے اپنی زندگی پر غور کریں اور زندگی کے ہر گوشے سے کذب وجھوٹ کو نکال دیجیے اور سچائی پیدا کریں یہ سچائی ہماری دنیا کی ہمارا ایک معاشرتی جھوٹ ہے کہ ہم ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ جو کبھی باہمی نفرت کا سبب بنتی ہے کبھی قتل وغارت اور بدامنی پھیلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ رحمت عالم صلى الله عليه وسلم کا فرمان ہے كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع۔ کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات دوسروں کو سناتا رہے۔

اس لئے ہمیں احتیاط کرنی چاہیے بغیر تحقیق کے ہر بات آگے بیان نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے معاشرہ کا ایک جھوٹ بچوں کے سلسلہ میں بھی ہے۔ بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے کو ہم جھوٹ نہیں سمجھتے۔ نبی کریم صلى الله عليه وسلم کے سامنے ایک ماں اپنے بچے کو بلاتی ہے کہ بیٹا ادھر آؤ میں تمہیں ایک چیز دیتی ہوں آپ پوچھتے ہیں کہ تو نے کیا دینا ہے تو عورت بتائی ہے کہ میرے پاس کھجور ہے میں اپنے بچے کو یہ دینا چاہتی ہوں آپ فرماتے ہیں اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیری یہ بات جھوٹ کی صورت میں تیرے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی۔

اسی طرح جھوٹی شہادت بھی ہمارے معاشرہ میں ایک معمول بن چکی ہے اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا جب کہ نبی کریم صلى الله عليه وسلم کا فرمان ہے عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله ثم تلا فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔

لوگو جھوٹی گواہی اور شرک برابر ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی گواہی سے اجتناب کرو۔

ہمارا ایک اور معاشرتی جھوٹ یہ ہے کہ ہم اپنی محفلوں اور مجلسوں میں دوسروں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں جب کہ رحمت دوعالم کا فرمان ہے۔

ويل للذى يحدث بالحديث ليضحك به القوم فيكذب۔ ويل له ويل له۔ (ابوداؤد۔ ترمذی، نسائی)

جو آدمی دوسروں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے تباہی ہے بربادی ہے۔ جھوٹ مومن کا وصف نہیں ہے۔

سچائی صرف زبان سے سچ بولنے کا نام نہیں ہے۔ جہاں ایک مومن کامیابی کی ضامن ہے اور آخرت کی کامیابی کی بھی۔

نبی کریم صلى الله عليه وسلم کی ضمانت ہے۔

انا زعيم بيت فى وسط الجنة لمن ترك الكذب وان كان مازحا۔ (البیہقی)

میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اس آدمی کو جنت کے اعلیٰ درجہ میں ایک گھر لے کردوں گا جو جھوٹ کو چھوڑ دے اور بطور مزاح بھی جھوٹی بات نہ کہے۔ اور جو جھوٹ بولتا ہے رحمت کا فرشتہ بھی اس سے دور بھاگتا ہے۔ نبی کریم صلى الله عليه وسلم فرماتے ہیں:

اذا كذب العبد تباعد الملك عنه ميلا من نتن ما جاء به۔

قومِ لوط علیہ السلام

نشاط حمید۔خانیوال

اہل سدوم نے ایسے فواحش اختراع کیئے ہوئے تھے کہ آدم سے لیکراب تک کسی نے نہ کیئے تھے اور وہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آنا تھا۔

اموی خاندان کے مشہور خلیفہ ''ولید بن عبدالملک'' نے کہا تھا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ قوم لوط کا قصہ قرآن میں ذکر نہ فرماتے تو مجھے کبھی یقین نہ آتا کہ کوئی مرد کسی مرد سے ایسا ارتکاب کرسکتا ہے''۔

اہل سدوم کی ۶ بستیاں تھیں اور ہر بستی میں ایک لاکھ آبادی تھی ایک قول ہے کہ انکی کل آبادی 40 لاکھ تھی ان بستیوں میں سے سب سے بڑی بستی سدوم تھی۔

جب یہ لوگ فحاشی و بے حیائی میں حد سے گزرنے لگے تو اللہ نے لوطؑ کو ان میں مبعوث فرمایا۔لوطؑ،لوط بن ہاران بن آزر ہیں۔آپؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے آپؑ نے آکر اپنی قوم کو تبلیغ شروع کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا مگر بیوقوف قوم کہنے لگی کہ ''اگر ہم برے ہیں اور تو اچھا ہے تو بروں میں اچھوں کا کیا کام یہاں سے نکل جا''۔

بستی سدوم میں حضرت ابراہیمؑ بھی وعظ کیلئے جاتے تھے مگر (اہل سدوم) انہوں نے خلیل اللہ کی بھی کوئی بات نہ مانی۔

آخر جب برائی میں حد سے بڑھ گئے تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔عذاب نازل کرنے والے فرشتے پہلے بطور مہمان ابراہیمؑ کے پاس گئے ابراہیمؑ چونکہ بہت مہمان نواز تھے آپؑ نے فوراً بچھڑا بھونا اور فرشتوں کے آگے رکھا مگر انہوں نے ہاتھ بھی نہ لگایا یہ دیکھ کر ابراہیمؑ گھبرا گئے تو فرشتوں نے انہیں بتایا کہ وہ لوطؑ کی قوم پر عذاب لیکر آئے ہیں اور انہوں نے (فرشتوں) ہی ابراہیمؑ کو بیٹے کی خوشخبری دی عنقریب اللہ آپؑ کو بیٹے سے نوازیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ کی گھبراہٹ دور ہوگئی تو آپؑ فرشتوں سے پوچھنے لگے کہ کیا جس قوم میں 300 مومن ہوں وہاں عذاب آسکتا ہے۔ فرشتوں نے کہا نہیں پھر فرمایا 40، جواب ملا نہیں، پھر پوچھا 30 جواب ملا نہیں، آخر کم کرتے کرتے پوچھا کہ کیا 5 مومنین کی موجودگی میں عذاب آسکتا ہے فرشتوں نے پھر انکار کیا پھر ابراہیمؑ نے استفسار کیا کہ ایک مومن کی موجودگی میں تو فرشتوں نے پھر انکار کیا اس پر ابراہیمؑ نے ان سے جھگڑنے لگے کہ لوطؑ کی موجودگی میں ان پر کیونکر عذاب آسکتا ہے تو فرشتوں نے جواب دیا کہ لوطؑ ان کے گھر والے اور اہل ایمان بالکل محفوظ رہیں گے اس پر ابراہیمؑ کو تسلی ملی۔(تفسیر ابن کثیر)

ابراہیمؑ سے رخصت ہوکر دوپہر کو یہ فرشتے نہر سدوم پر پہنچے وہاں لوطؑ کی صاحبزادی جو کہ پانی لینے گئیں تھیں ملیں فرشتوں نے استفسار کیا کہ کیا وہ وہاں ٹھہر سکتے ہیں۔یعنی اس بستی میں تو لوطؑ کی بیٹی نے جواب دیا کہ میں واپس آکر بتاتی ہوں انہیں یہ خوف تھا کہ اگر یہ قوم کے ہاتھ لگ گئے تو ان کی بڑی بے عزتی ہوگی۔

> دن چڑھتے ہی ان پر پتھر برسنے لگے یہ پتھر طوق کی مثل تھے اور سرخی میں ڈوبے ہوئے تھے ہر پتھر پر نام لکھا ہوتا تھا جس کا نام لکھا ہوتا اسی پر پتھر گرتا اور وہ نیست و نابود ہوکر رہ جاتا جو کوئی جس حال میں بھی تھا باتیں کرتا، کھڑا یا بیٹھا اس پر پتھر گرتا اور وہ ہلاک ہو جاتا